

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_232818

UNIVERSAL
LIBRARY

هو اللطيف

اسلامي مجلس مذاکره علميه کلکنه

نمبر ۱

این تحریري است بعبارت اردو

بتلخیص مضامین رساله اثبات جواز و استحباب عمل مولد شریف مصنفه

عالیجناب مولوی محمد وجیه صاحب

نکاشته

جناب مولوی ابوالقاسم عبد الحکیم صاحب

و بر خوانده

بدومئی و سومئی ماهانه جلسات سال اول مجلس مذکور الفوق

حسن انعقاد یافتہ ۲۳ شهر ذی القعدة الحرام

و ۲۷ شهر ذی الحجة الحرام سنه ۱۲۷۹ هجری قمری

بخانه

جناب مولوی عبد اللطیف خان بہادر

از طرف مجلس مدوح

بمطبع پرنسٹن مشن پریس واقع دارالامارت کلکنه بقالب طبع درآمد

۱۲۸۲ هجری قمری

هو اللطيف

اسلامي مجلس مذاکره علميه کلکته

نمبر ۱.

این تحریري است بعبارت اُردو

بتلخیص مضامین رساله اثبات جواز و استحباب عمل مولد شریف مصنفه

عالیجناب مولوي محمد وجیه صاحب

نکاشته

جناب مولوی ابوالقاسم عبد الحکیم صاحب

و بر خوانده

بدومین و سومین ماهانه جلسات سال اول مجلس مذکور الفوق

حسن انعقاد یافته ۲۳ شهر ذی القعدة الحرام

و ۲۷ شهر ذی الحجة الحرام سنه ۱۲۷۹ هجری قدهی

بخانه

جناب مولوي عبد اللطيف خان بهادر

از طرف مجلس مدوح

بمطبع پست مشن پریس واقع دارالامارت کلکته بقالب طبع درآمد

۱۲۸۲ هجری قلدسي

پیترن

یعنی

حامی و مربی مجلس

جناب معلی القاب آنر بل سیسل بیٹن صاحب بہادر
نواب لٹرنلٹ گورنر بنگالہ

صدر مجلس و صدر کمیٹی انتظامی

مالک جناب مولوی محمد وجیہ صاحب

نائبان صدر

مالک جناب قاضی عبد الباقی صاحب

مالک جناب مولوی حافظ سعید احمد صاحب

ممبران کمیٹی انتظامی

جناب منشی امیر علی خان بہادر

جناب مولوی سید اعظم الدین حسن خان بہادر

جناب مولوی عباس علی خان صاحب

جناب منشی حبیب الحسن صاحب

جناب لسان السلطان محمود الدولہ منشی صفدر علی خان بہادر

جناب ناخدا حسن ابراہیم بن جوشی صاحب

جناب مولوی محمد عبد الرؤف صاحب

جناب مولوی ذیل الدین احمد خان بہادر

جناب مولوی ابوالقاسم عبد التکیم صاحب

جناب مولوی عبد الحق صاحب

سکریتری مجلس و ممبر و سکریتری کمیٹی انتظامی

جناب مولوی عبد اللطیف خان بہادر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي جعلنا في امة خاتم المرسلين * وجعله شافعاً لنا يوم الدين *
 وشرف علماءنا بانواع الفضائل والتبجيل * حتى اجر على لسان رسوله الجليل
 النبيل * علماء امتي كانبیاء بنی اسرائیل * فاشكروا على آلائه الوفرة وافضاله الباهرة
 بالشكر الجميل * وسبحوا بحمده في البكور والاصيل * والصلوة والسلام على من هو الباعث
 لتشريفنا بهذه المكارم دون غيرنا * والدافع عما كل ضرراً وضيراً * والرافع عما كل
 شراً وطيراً * وعلى آله واصحابه شمس الهداية والايقان * وبدو الفضائل والعرفان *
 بعد اسك حضرته حاضرين برتر تمكين ايدهم الله بالايدين المتين كي خدمات
 عاليه ميمن گذارش يهه هي كه جلسه ماضيه ميمن جو ۱۲ شهر شوال المكرم سنه ۱۲۷۹ هـ
 ۲ ماه اپريل سنه ۱۸۶۳ ع كو حسن انعقاد پا يا تھا اور جسك انعقاد سے حضرت گرامي
 منزلت باني جلسه كي غرض اصلي يهي دوياتين تهين ايک بيان کرنا فوائد و مزايا بنا
 ايک مجالس مذاکره علميه کا طبقه عليه اسلاميه ميمن جسك جلسے هر رقمري مهينه ميمن
 ايکبار منعقد هوا کرين مگر بعواض اور دوسرا پڑھا جانا رساله جوازو استحباب عمل مولد
 شريف کا جسکو جذاب مستغنی عن المحامد والالقاب صدر العلماء بدر الفقها امام المحدثين
 همام المفسرين مالک اصول الفقه والاحکام نعمان هذا العصر والايام رئيس المدرسين مفيد
 الطالبين حضرت مولانا واستاذنا المستغنی عن ذکر اسمه الشريف بعد بيان رسمه المذيف[†]

ادام اللہ ظلال عواطفہ علی رؤسذائے زبان فارسی میں تصنیف فرمایا ہی • چنانچہ پہن انجام غرض اول کے بسبب رات زائد آ جانے کے اس رسالہ متبرکہ سے صرف تبرکا چند اوراق ابتدائی مشتمل بر مبادی رسالہ پڑھ گئے اور قرأت ما بقی اس جلسہ پر موقوف رہی بعد اوسکے حضرت مولانا محتشم الیہ نے اس خاکسار کو ارشاد فرمایا کہ چونکہ اکثر مضامین اوسکے متعلق بجاواب لفظی ادائے مزعومۂ مخالفین ہیں جو صرف واسطے تشفی تام اور دفع خدشات و اوہام طلبہ علوم مرقوم ہوئے ہیں اور جنکا اس مجلس عالی میں پڑھا جانا محض تصدیق وقت سامعین ہی اس واسطے مناسب یہی کہ تو اون مضامین کو اس رسالے سے الگ کر اور بعد اس انتخاب کے اوسکو بزبان اردو ترجمہ کر دال کیونکہ اسکی فارسی عبارت بھی خالی از دقت و اشکال نہیں ہی اور اکثر مسائل علوم دینیہ کے مذاکرہ میں تعمیم کا لحاظ رکھنا بہت ضرور ہی پس خاکسار نے اس فرمان واجب الامعان کا بجا لانا اپنے ذمے واجب و لازم سمجھا •

اب اصل مطلب کی گزارش کیجاتی ہی

جانا چاہئے کہ انعقاد مجالس عالیہ میلاد برکت و سعادت بذیان حضرت خیرالعباد صلی اللہ علیہ وسلم الی یوم النذاد جس طرح پندرہ سنہ ۶۰۰ ہجری سے رواج باکر آج تک بفضل خدا ساتھ رونق تمام کے جاری ہی (اور انشاء اللہ تعالیٰ تا قیام قیامت قائم و باقی رہیگا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے اور اگلے تین قرونوں میں اس وضع خاص پر جاری تھا بلکہ صرف اسی قدر مروج تھا کہ کوئی عالم کسی وقت جب اوسکا جی چاہتا یا جب لوگ اوس سے پوچھتے کچھ احوال برکت و سعادت اشتمال میلاد شریف اور دوسرے حالات عظمت و میمنہ آیات حضرت از اول تا آخر کہہ سنانا یا کوئی واعظ ثنائے وعظ میں دوسری تقریروں کے ضمن میں مجملہ یا مفصلہ بر حسب مناسب وقت کچھ بیان کرنا یا کوئی مدرس پڑھانے وقت کسی مقام کی تقریب یا کسی

کلام کی مناسبت سے کچھ ارشاد کرنا اور سامعین بتوجہ خاطر اور حضور باطن و ظاہر
 اسے سننے اور اپنے ایمان میں رونق و تازگی بخشنے اور پھر بشوق تمام اور ذوق
 مالا کلام اونہیں مضامین کا باہم مذاکرہ کیا کرتے اور بعض بخوف نہول و نسیان اور
 مضمونوں کو لکھ لیتے اور وہ نوشتہ دوسروں کو پڑھ کر سناتے اور اسکی وجہ یہی تھی
 کہ اس زمان برکت و سعادت تو امان میں بسبب قرب و نزدیکی زمان نبوت و رسالت
 اور ترقی ارشاد و ہدایت تذکرہ احوال سعادت اشد مال سرور بائانات ہر وقت زبان زد
 خواص و عوام تھا بلکہ سوائے اس قسم ذکر سرا سر خیر کے اور امور کے چرچے بہت
 کم تھے ہر ادنیٰ اور اعلیٰ ابتدا سے انتہا تک جملہ احوال جزئی و کلی یعنی آپکا
 تولد فرمانا اور اس وقت خوارق و غرائب کا ظاہر ہونا اور پھر دائیوں اور مرضعات
 کے سپرد اور انکے گھر سیکڑوں عجائب و غرائب کا ظاہر ہونا اور پھر بعد انظام یعنی
 دودہ بڑھانے کے ایام طفولیت سے اوان شباب تک پہنچنا اور اس اثنا میں ہزاروں
 واقعات عجیبہ اور معاملات غریبہ کا دکھانا اور لاکھوں آثار و علامات نبوت اور شواہد
 وبرہانات رسالت کا آپکے ہر قول و فعل سے برآی العین مشاہدہ میں آنا اور
 کافزون اور راہبوں کا آپکی ولادت کی خبر دینا اور آپکی نبوت و رسالت کی بشارت
 سنانا اور اس اثنا میں کچھ مختصر تجارت کرنا اور در ضمن اس کے بعض مقامات
 متبر کہ کو اپنے قدم مفاخرت ازوم سے مشرف فرمانا پھر بعد استکمال بجمیع کمالات
 بشری طلوع شمس رسالت یعنی آپکا مبعوث برسالت ہونا اور اوسوقت کروڑوں خوارق
 و معجزات کا ظاہر ہونا اور اسی اثنا میں اوج معراج ہو بلند گرئی فرمانا پھر
 مکہ معظمہ سے مدینہ مطیبہ میں ہجرت فرمانا اور واسطی اعلیٰ اعلام اسلام کے
 کفار لٹام سے لڑنا جہاں کرنا آپکا مظفر و منصور ہونا کافروں کا مخدول و مقہور ہونا
 تا بوفات حسرت آیات علی وجہ اہمال جاننا تھا اور بفرط محبت اور غلبہ شوق
 ہر وقت یہی تذکرہ اونہیں شائع اور جاری اور ہر آن انہیں امور کا خیال انکے دامن

میں ساری رہا کرتا پھر ایسے زمانے میں باین وضع خاص مجالس ذکر میلاد برکت بنیادی کے منعقد کرنے کی کونسی ضرورت تھی کیونکہ وہاں تو کوئی مجالس و مجمع اس ذکر سراسر برکت سے خالی نہ تھا لیکن بعد اسکے جب رفتہ رفتہ بسبب بعد زمان رسالت بانواع و جوهات ہر طرح کا فتور و خمول لوگوں کے دلوں میں راہ پاتا گیا اور وہ جوش و خروش امور دینیہ میں کم ہوتا گیا بلکہ دن بدن سستی آنی گئی اور ہمت لوگوں کی دنیا طلبی میں مصروف اور مقصور ہوتی گئی یہاں تک کہ علما بھی (جنکو سوائے اشاعت اور ترویج علوم اور پڑھنے پڑھانے کے اور کسی دوسرے کام سے سرکار نہ رہتا تھا) تحصیل معاش اور حب جاہ میں پھنستے گئے اوسوقت انڈر علمائے عظام اور فضلاء کرام نے بنظر ابقائے علوم تصنیف و تالیف کی طرف توجہ فرمایا اور کتابیں فقہ و اصول و حدیث و تفسیر و شمائل و سیر حضرت بشیر و نذیر صلی اللہ علیہ فی البکور و الظہیر و فتوح و تواریخ کی تصنیف و تالیف کرنے لگے خلاصہ یہ کہ وہ جتنے علوم و فنون کہ اوائل زمانے میں مخازن حافظہ اور معادن قلوب میں مستحفظ اور مستحضر رہا کرتے تھے اب بالکل دفاتر قراطیس اور جرائد اوراق میں آ گئے پھر اوسوقت یہہ کیفیت ہو گئی کہ ایک تو لوگوں کو خود ہی امور دینیہ میں مداعنت اور مسامحت آتی گئی تھی اور ہمہ تن سبھوں کی ہمت امور معاشیہ کی طرف مقصور ہو چکی تھی تسپر یہہ بہرہ اور اِنکا ہو گیا کہ اب تو سارے علوم کتابوں میں منضبط ہو گئے اب ہم جب چاہیں گے بے تکلف دیکھ لیں گے یا اگر خود دیکھنے کی قدرت نہوگی تو کسی دوسرے سے پڑھوا کر سن لیں گے مگر اسکی توفیق تو جتنی ہوتی ہی سو خود ہر شخص اپنے حال پر قیاس کر لے سکتا ہی کہ شاید باستثناے معدودے چند کسی کو اتنی بھی توفیق نہوتی ہوگی کہ اور سب علوم و فنون تو بالائے طاق رہے افضل الکتاب کہ عبارت کتاب اللہ اور قرآن شریف سے ہی سالانہ ایک بار بھی کہوتے ہوں پھر اور

• کتابوں کا حال اسی سے سمجھا چاہئے غرض رفتہ رفتہ جن دنوں علوم کی وہ کیفیت اور لوگوں کی یہ حالت ہو گئی اور اکثر لوگوں کو حالات برکت و سعادت آیات سرور کائنات سے بالکل ناواقفیت محض ہوتی گئی اور اس وجہ سے انٹرون کے اعتقاد و محبت میں بھی جسمیں ہمیشہ اُن حالات برکت سمات اور معجزات صداقت آیات کے سننے سے ترقی اور تازگی ہوتی جاتی تھی ضعف و فقر آنا گیا اور شوق و ذوق میں نقصان آ گیا * اور ظاہر ہی کہ تقویت ایمان موقوف اوپر تصدیق تام رسالت کے ہی اور یہی تصدیق رسالت اصل الاصول سارے ایمان کی ہی اور باقی بالکل ارکان اسی اصل پر متفرع ہیں کیونکہ توحید باری تعالیٰ اور تصدیق کذاب اللہ اور وجود ملائک اور تصدیق انبیاء یہ ساری باتیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت سے معلوم ہوتی کُئیں پھر اگر (عیاذ باللہ) آپہی کی تصدیق میں کچھ فتور و تزلزل ہو تو یہ ساری تصدیقین متزلزل ہو گئیں پھر تو ایمان کا حال معلوم تو اب استحکام تصدیق رسالت سب پر مقدم تھا کیونکہ جز کی مضبوطی سب سے پہلے چاہئے اور استحکام تصدیق رسالت بظاہر عقول عامہ ظاہر بین کے نزدیک دریافت خوارق و معجزات پر موقوف ہی خصوصاً وہ خوارق عادات جو عین وقت ولادت شریف اور ایام رضاعت اور اوان طفولیت میں ظاہر ہوتے گئے جس وقت نہ تصنع اور بنارت کا گمان ہو سکتا تھا اور نہ ریا اور دکھارے کا خیال آسکتا نہ سحر و جادو کے توہم کی گنجائش تھی اور نہ طلسم و شعبدے کے تخیل کی سمائی اور ان باتوں کا علم و وقوف بدون اسکے کہ ہمیشہ مجامع عامہ اور مجالس عالیہ میں اسکا چرچا اور مذاکرہ ہوا کہ وہ مرکز ممکن تھا اسلئے اوس زمانے کے علمائے یعنی جس زمانے میں یہہ ضعف و فقر اسلام شروع ہو گیا اور دن بدن لوگوں کی ہمتیں امور دینیہ سے مقصر ہوتی گئیں ضروریات دین سے یہہ سمجھا کہ بہ تخصیص احوال میمنہ اشتغال میلان برکت و سعادت بنیاد سرور کائنات باشتمال خوارق عادات و غرائب حالات و وقت ولادت اور ایام رضاعت اور

زمان طفولیت جو متعدد و مختلف کتب حدیث اور شمائل وسیر میں مذکور ہیں ایک جگہ مجتمع کر کے ایک رسالہ مختصر ترتیب دیا جائے اور اوسکو باوقات مخصوصہ مجامع عامہ اور مجالس عالیہ میں پڑھکر سبھوں کو سنایا جاوے تاکہ ہمیشہ اوسکے سننے سے اعتقاد و محبت سرور کائنات کی دلوں میں مرتکز ہوتی جائے اور بدلتے ضعف و فقور کے دن بدن ترقی و افزایش ایمان ہووے اب چونکہ اس جگہ اعتقاد اور محبت دونوں مذکور ہوئے اسلئے جان لیا چاہئے کہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لایو من احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین حاصل معنی اس حدیث شریف کا یہ ہے کہ کوئی تم میں سے مومن کامل نہ ہوگا جب تک مجھے اپنے باپ اور بیٹے اور سب لوگوں سے بڑھکر دوست اور محبوب نہ کہیگا اور یہ بھی فرمایا سرور کائنات نے من احببني کان معی فی الجنة جو دوست اور محبوب رکھیگا مجھکو ہوگا ساتھ میرے جنت میں * پس اب ان بیادوں سے جو اوپر مذکور ہوئے بخوبی ثابت ہوا کہ اصل مولد شریف جو عبارت ہی ذکر احوال میلاد برکت و سعادت بنیاد سرور کائنات اور اوسکے متعلقات سے جسکی کچھ تفصیل اوپر گذر چکی زمان سعادت نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بعد آپکے ہر قرن اور ہر طبقہ میں قرون سابقہ اور طبقات لاحقہ کے موجود تھے اور پائی گئی ہی چنانچہ کتب احادیث اور شمائل اور سیر کے دیکھنے والوں پر بخوبی واضح و آشکار ہے مگر باین وضع مخصوص جیسا اندزون یعنی چھ ہی برس سے جاری ہے البتہ قبل اسکے تھا اسواسطے لوگ اوسکو بدعت کہتے ہیں اور صرف باین معنی کہ یہ وضع خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ تھی اس وضع خاص کو بدعت کہنا کچھ مضائقہ بھی نہیں کیونکہ بدعت بمعنی حادث اور نو پیدا کے ہی یعنی جو چیز آگے نہ تھی سو البتہ یہ وضع خاص بھی بوجہ مخصوص حادث

اور نو پیدا ہی تراویح کی نماز کا بھی بعینہ یہی حال ہی کہ اوسکی اصل بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پائی گئی ہی مگر باین وضع خاص اور اس اہتمام و التزام کے ساتھ جیسا اب جاری ہی کہ ہر سال رمضان شریف کے مہینے میں ابتدا سے لے انتہا تک تمام مسجدوں میں نماز تراویح کا پڑھنا اور اوسکے اہتمام و انتظام میں سرگرم رہنا اس قدر جاری اور شایع ہی کہ اب یہ بھی منجملہ ضروریات دین کے ہو گیا ہی یہ باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نتھیں بلکہ بعد آپ کے خلفائے راشدین کی عہد خلافت میں رواج پائیں اور اسی واسطے حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اسکی نسبت بمحل ستائش فرمایا ہی نِعْمَتِ الْبِدْعَةِ پس اس عمل مولد شریف کی نسبت بھی بعینہ وہی تعریف نِعْمَتِ الْبِدْعَةِ صادق آتی ہی مگر اب اس زمانے میں بعض مخالفان منہج سداد اور مدعیان کم سواد بوسوسہ شیطانی اور بہ نیت اظہارِ ہمہ دانی خود بھی اس عموم بدعت کو بدعتِ سیئہ سمجھ بیٹھے ہیں اور دوسرے بے سوادوں کو بھی وہی الٹی سمجھ سمجھانے میں لاکھوں طرح کی الت پیڑ کر رہے ہیں بلکہ اکثر بمقابلہ طلبہ علوم اور کبھی کسی عالم کے مقابلے میں بھی اپنی کچھ فہمی کی راست نمائی میں سیکڑوں طرح کی کچھ بحثیاں اور ہزاروں طرح کی کچھ ادائیگیاں کرتے ہیں چنانچہ اکثر عوام بے سواد اور طلبہ علوم کم استعداد کے دلوں میں شکوک و شبہات بھی پڑنے لگے اسلئے اب اس مسئلہ خاص کی تحقیق علمائے دین پر واجب بلکہ فرض ہو گئی اب اس مقام میں سب سے پہلے بدعت کے معنے اور اوسکی اقسام اور ہر قسم کی تعریف بزبان اثباز بیان کر دینا ضرور ہی پس جانا چاہئے کہ شرعاً بدعت اوسی کام کو کہتے ہیں جو بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حادث ہوا ہو اور آپ کی عہد رسالت میں اوسکا وجود نہ ہو اور اوسکی تسمین پانچ ہیں - بدعتِ واجبہ بدعتِ مذکورہ بدعتِ محرمہ بدعتِ مکروہہ بدعتِ مباح بدعتِ واجبہ

اوس امر حادث اور نو پیدا کو کہتے ہیں جو قواعد ایجاب کے تحت میں داخل ہو یعنی احداث اور نو پیدا کرنا اوسکا کسی امر واجب العمل کے استحصال یا اوسکی تکمیل و استحکام کی نیت سے عمل میں آیا ہو مثلاً اعجام یعنی غیر اہل عرب پر تحصیل اُن علوم عربیہ کی جسکا پڑھنا واسطے سمجھنے معنے قرآن و حدیث کے ضرور ہو یعنی فہم معانی قرآن و حدیث اُن علوم کے سیکھنے پر موقوف ہو اور وہ یہی چند علوم ہیں صرف و تکو و معانی و بیان و لغت و علم جرح و تعدیل و علم تمذیب حدیث صحیح و سقیم کہ بدون ان علوم کے سیکھنے کے معانی و مطالب قرآن و حدیث کا سمجھنا خارج از امکان ہی پس اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بسبب شائع نہونے اسلام کے غیر ملک عرب میں ان علوم کی تحصیل کی ضرورت اور رواج نہ تھا اور آپ کے بعد اسکے حادث ہونے کی جہت سے یہم بھی بدعت ہی مگر بسبب موقوف علیہ ہونے ایک امر واجب یعنی فہم معانی قرآن و حدیث کے یہم بدعت واجب ٹھہری تدوین کتب فقہ و اصول اور رد اقوال قدریہ و جبریہ و مجسمہ و غیرہ بھی (کہ عبارت تدوین علم کلام سے ہی) اسی قسم میں داخل ہی ۔ اور بدعت مندوبہ اسے کہتے ہیں جو قواعد فُذُب یعنی استحباب کے تحت میں داخل ہو جیسا بذنا رباط یعنی مسافر خانے اور مدرسوں کا اور ہر ایسی نیکی اور نیکوئی کی بنا دالنی جو اوائل اسلام میں نہ تھی اور اسی قسم میں داخل ہی نماز تراویح اور گفتگو کرنی اور مسائل دقیقہ علم تصوف کے اور انہیں اقسام کو بدعت حسنہ بھی کہتے ہیں اور بدعت مکرمہ وہ بدعت ہی جو مخالف کتب و سنت ہو جیسے مذاہب قدریہ اور جبریہ اور مجسمہ اور معتزلہ کے ہیں اور اسی کو بدعت مبینہ اور بدعت ضالہ بھی کہتے ہیں اور بدعت مکروہہ وہ ہی جو قواعد مکروہہ کے تحت میں داخل ہو جیسا نقش و نگار کرنا مساجد و مصاحف کا بقول بعض اور بدعت مباح وہ بدعت ہی جو قواعد مباح کے تحت میں داخل ہو جیسے کھانے

پہننے میں تکلف کرنا یعنی اطعمۃ لذیذۃ پر تکلف کا کھانا اور اقمشۃ نفیسۃ پر تجمل کا پہنا بشرطیکہ یہ دونوں از قسم حرام نہوں یعنی بغرض تلذذ و تکلف کے کوئی حرام چیز نکھالیوے اور بغرض تشین و تجمل اور تفاخر و تبختر کے حریر و اطلس پہن نالیوے [اب اس مقام پر اسے بھی یاد رکھا چاہئے کہ جو امر آنحضرت صلعم کے زمانے میں تھا اور خلفائے راشدین نے اسے کیا ہو اگرچہ باین معنی کہ آنحضرت صلعم کے زمانے میں فقہا البتہ بدعت ہی مگر درحقیقت وہ از قسم سنت ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی علیکم بسنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین یعنی واجب ہی تم پر لازم پکڑنا ہماری سنت کا اور ہمارے خلفاء راشدین کی سنت کا] پس اب جانا چاہئے کہ یہ عمل مولد شریف بھی اگرچہ بسبب نہونے زمان برکت و سعادت نشان میں آنحضرت سرور کائنات صلعم کے بدعت ہی مگر بسبب داخل رہنے اس کے قواعد ندب و استحباب کے تحت میں بدعت مذہبہ اور حسنہ ہی اور اسی طرح قیام وقت ذکر ولادت آنحضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اگرچہ بدعت ہی پر بدعت مذہبہ و مستحسنہ اور اب تو گویا اس کے استحباب و استحسان پر اجماع ہو چکا ہی کیونکہ عرصۂ زائد چھہ سی برس سے ایک جم غفیر اور جماعۃ کثیر علمائے عظام اور فقہائے کرام اس عمل مولد شریف اور قیام وقت ذکر میلاد مذہب کے استحسان و استحباب پر اتفاق کرتے چلے آئے ہیں پس اب اس زمانے میں تو بنظر اس اجماع کے اس عمل شریف کی بجا آوری کو واجب سمجھا چاہئے کیونکہ اتباع اور پیروی جمہور علما کی واجب ہی اور ترک کرنا اس کا حرام اور بعض لوگوں کا خلاف کرنا (اگر پایا بھی جاوے) مانع اعتقاد اجماع نہیں ہی کیونکہ ہدایہ اور کفایہ اور تلویح وغیرہ کتب فقہ و اصول میں لکھا ہی کہ جس امر پر جمہور یعنی اکثر کا اجماع اور اتفاق ہو اوسمیں بعض کی مخالفت کا اعتبار نہیں ہی اور مشکوٰۃ کے باب الاعتصام میں لکھا ہی کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شئ شئ فی الذار یعنی پیروی

کرو تم سواد اعظم یعنی اکثر لوگوں کی اور جو شخص نذہا بڑا جماعت سے اور الگ ہوا
 ان سے گرا دوزخ کی آگ میں • اور اوسے باب میں ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علیکم بالجماعة والجماعة لازم پکڑو تم جماعت کو اور انٹر کو • یہ بھی اشارہ اسی طرف
 ہی کہ اتباع اور پیروی اکثر و جمہور کی کرنی چاہئے کیونکہ اتفاق کل علما کا سب احکام
 میں نہایت متعسر بلکہ ناممکن ہی اور اوسے میں لکھا ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ وسلم نے من فارق الجماعة شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام عن عنقه جو کوئی
 الگ ہوا جماعت سے بقدر ایک بالشت کے اوسے نکال دالا دوزخ اسلام کی اپنی گردن
 سے • یعنی (العیان باللہ) قید اسلام سے نکل گیا اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالة و ید اللہ علی الجماعة و من شدّ شدّ فی النار
 خداوند تعالیٰ اکٹھا نہیں کرتا ہی میری امت کو ضلالت اور گمراہی پر اور اللہ تعالیٰ
 کی قدرت اور احسان کا ہاتھ جماعت پر ہی پھر جو شخص الگ ہوا جماعت سے
 گرا دوزخ کی آگ میں • اب اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اہل حق کی نصرت
 و حفاظت فرماتا ہی اور حقیقت یہ ہی کہ اجماع جمہور علمائے معتمد اور
 فقہائے مستند ایک رکن ہی ارکان اربعہ شرعیہ سے [یہاں مجملہ جان لیا چاہئے کہ
 ارکان شرع چار ہیں کُتاب و سنت و اجماع امت اور قیاس مراد کُتاب سے قرآن مجید
 ہی اور سنت حدیث شریف سے عبارت ہی اور اجماع امت یہی اتفاق جمہور علما
 ہی جسکا ذکر ہو رہا ہی اور قیاس کے معنی یہ ہیں کہ جب حکم کسی مسئلہ شرعی
 کا ان تینوں رکن میں جنکو اصول دین کہتے ہیں نملے اوسوقت کوئی عالم جسکو رتبہ
 اجتہاد کا حاصل ہو (کہ وہ رتبہ بہت ہی بلند اور عالی ہی اور شرح اوسکی خالی
 ازطولت نہیں) اپنی رائے اور قیاس کو دخل دیکر برعایت اونہیں اصول ثلاثہ کے ایک
 حکم اوسکا نکالے اور اس رکن سوم یعنی اجماع امت پر بہت بڑے بڑے امور دینیہ کا
 مدار ہی جنکی تفصیل سے کتب فقہ و اصول مملو ہیں] اب ان مخالفان گمراہ کے بعض

استدلال کی حقیقت بھی سن لیا چاہئے ایک دلیل اونکی اصل عمل مولد شریف کے ابطال میں یہ بھی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فہو رد • شرح دہلوی میں اس حدیث کے معنی یوں لکے ہیں کہ جس کسی نے حادث اور نو پیدا کیا ہمارے دین روشن و ہویدا میں ایسی چیز کو جو اوس دین سے نہ ہو یعنی ایسی ایک چیز کو احداث کرے جو صراحۃً مخالف قرآن و حدیث ہو پس وہ چیز یا وہ شخص باطل اور مردود ہی • اب اسی ایک دلیل سے ان مخالفین کی رسائی کو سمجھا چاہئے کہ یہ کیونکر اس دلیل مخالف کو اس مسئلہ موافق پر منطبق کیا چاہتے ہیں کہان مخالفت حدیث و قرآن اور کہان ذکر میلاد بروت بنیاد حضرت خاتم پیغمبران صلی اللہ علیہ وسلم بہلا یہان مخالفت کا کیا ذکر یہ تو عین موافق بلکہ مقوی و مرید تصدیق کتاب و سنت ہی جیسا او پر کی تقریروں میں گذر چکا پس اسی پر دوسری دلیلوں کو بھی قیاس کیا چاہئے • باقی رہا مسئلہ قیام وقت ذکر میلاد حضرت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم الی یوم القیام اسکے ابطال میں مخالفین نے بڑا زور مارا ہی اور عوام بے سواد اور طلبہ کم استعداد کے دلوں میں بڑے بڑے شکوک و شبہات ڈالے ہیں اور اپنے حوصلہ اور رسائی کے مطابق بڑے بڑے ادلہ قویہ جسکو اپنی دانست میں لالچ اور لاجواب سمجھتے ہیں ایراد کئے ہیں اسلئے اوسکی نسبت کچھ تطویل کلام بذکر مذاہب و اقوال علماء عظام اور فقہاء کرام مناسب مقام معلوم ہوتا ہی •

جاذا چاہئے کہ استسکان و استحباب قیام وقت ذکر میلاد حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام جو بقول علماء عظام اور فقہاء کرام کے ثابت اور متحقق ہی ابتنا اوسکا اوپر جواز حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اوس وقت خاص میں ہی اور بہ نسبت اس جواز کے علمائے کبار کا یہ عقیدہ ہی کہ حضور آپکا بدر شریف کے ماسوا اور کسی موضع میں خواہ بحصول قرب و نزدیکی و رفع حجاب و دوری بطی الارض یعنی سمت جالے زمین کے یا کسی دوسری وجہ سے ممکن ہی اور تفصیل و تعہین

اسکی مشیت ایزدی پر موقوف یعنی جسوقت جس طرح خداوند تعالیٰ کو منظور ہو کسی ایک مقام یا مجالس کو آپ کے حضور برکت و سعادت معمور سے مشرف و ممتاز فرماوے مگر جتنی وجوہ و طرق کہ ممکن الوقوع ہیں اور اونکے شواہد بھی موجود انہیں چار قسموں میں منحصر ہیں •

اول— شہود روح مع الجسد مگر نہ بجسد مُکدّر عنصری بلکہ بجسم مطہر انوری کہ بسبب غایت لطافت و نورانیت ہر فرد بشر کی بصارت و بینائی اوسکے ادراک سے محض عاری و قاصر ہی صرف وہی لوگ جنکے حال پر عنایت خاص مبذول ہو اور جنکو اپنے جمال مذکور کے مشاہدہ سے مشرف و مسعود فرمانا منظور دیکھ لیتے ہیں مثل اجسام ملائک عظام کہ بسبب لطافت و نورانیت کے ہر شخص کی بصارت اوسکو کب دیکھ سکتی ہی چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس شریف میں انتر تشریف لاتے تھے بہر کبھی توسب اہالی مجالس اونکے جمال باکمال کو دیکھ لیتے اور کسی وقت کوئی بھی ندیکھتا اور کبھی بعض دیکھتے اور بعض محروم رہجاتے جیسا کتب احادیث میں مفصلاً مذکور ہی •

• آنرا بچشم پاک توان دید ہمچو ماہ • ہر دیدہ جائے طلعت آن نور بارہ نیست •

اور آپ کے جسم مبارک کی لطافت تو خود حالت حیات میں بھی ظاہر تھی کہ آپ کا سایہ نتہا پھر اسکی وجہ بجز لطافت کے اور کیا تھی اب غور کیا چاہئے کہ ہر گاہ اس نشأت دنیوی میں کہ محل ظلمت و کدورت اور مقام نجاست و کثافت ہی آپ کے جسم عنصری کو جو عموماً اجزاء ارضیہ سے مرکب ہی اس قدر لطافت و نظانت حاصل تھی پھر جب آپ نے اس جسم عنصری مکدر کو چھوڑ کر بجسم نورانی لطیف اوس عالم نظیف میں انتقال فرمایا ہو اوسوقت وہ جسم مطہر کتنا اصفیٰ والطف اور کس قدر اجلیٰ وانظف ہوا ہوگا یہہ کہا جا سکتا ہی کہ وہ جسم نورانی اجسام ملائک عظام سے بھی بمدرج الطف وانظف اور انور و ابہر ہوگا •

دوم — شہود روح مجرد جیسا اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب

میں واقع ہوتا تھا یعنی آپ عالم رويا یعنی خواب میں بروج مجرد تمام عالم ملکوت میں تھیں اور تفرج فرماتے اور کبھی بہشت کی اور کبھی کسی اور مقام کی سیو کرتے تھے چنانچہ کتب احادیث میں سیکڑوں روایتیں مصرح ہیں اور خواب انبیا باتفاق علما در حکم وحی ہی اسمیں کچھ کسی طرح کے شک و شبہ کو دخل نہیں پھر خواب میں بجز شہود بروج مجرد اور کوئی احتمال ہی نہیں ہے اور یہ شہود بروج مجرد بحالت خواب اگرچہ دوسروں کے حق میں بھی متصور ہی مگر آپ کے حق میں متیقن ہی اور دوسروں کی نسبت یہ بھی محتمل ہی کہ اوہام و خیالات نفسانی و تخیلات و تسویلات شیطانی جسکو اضغاث الاحلام اور خواب پریشان بھی کہتے ہیں موجب اس شہود کا ہوا ہو •

سوم — شہود بمثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اس تیسری صورت کی تفہیم و تفہم اگرچہ عقول عامہ کی رسائی سے برتر و اعلیٰ ہی پر بالاجمال اسقدر سمجھ لیا چاہئے کہ مثال آنحضرت صلعم عکس ذات شریف اور پرتو نور انور ہی نہ مثل عکس کسی چیز کے جو آئینہ میں منعکس ہوتا ہی کیونکہ وہ عکس صورت صوری اور ظاہری کا ہی اور نہ مانند پرتو چراغ یا شمس و قمر کے جو در و دیوار پر پڑتا ہی کہ وہ بھی سایہ صوری جسم نورانی ہی بلکہ مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عکس صورت معنوی اور حقیقی ہی اور پرتو نور باطنی و تحقیقی کہ نہ اسکو عین کہہ سکتے ہیں اور نہ غیر •

عقل اینجاریہ ندارد و ہم نیز • چشم بکشا لب فرو بند ای عزیز •

مشکوٰۃ شریف میں مرقوم ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا وضع في قبره و تولی عنه اصحابه و انه لیسع قرع نعالهم اتاه ملکان فیقعانہ فیقولان ما کنت تقول فی هذا الرجل ای ل محمد صلی اللہ علیہ وسلم الی اخر

الحديث معنی اس حدیث کے یہہ ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بزدہ جب رکھا جاتا ہی اپنی قبر میں اور اوسکے باروہان سے منہ پھیر کر لوٹتے ہیں اور وہ اونکی جوتیوں کی آہٹ سناتا ہی اوسوقت دو فرشتے اوسکے پاس آتے ہیں اور اوسے بٹھاتے ہیں پھر پوچھتے ہیں کیا کہتا ہی تو حق میں اس مرد کے یعنی محمد مصطفیٰ صلعم کے انتہی • اب حضرت مولانا شیخ عبدالحق دہلوی قدس اللہ اسرارہ نے اسکی شرح میں یوں لکھا ہی کہ یہہ اشارہ بلفظ هذا الرجل یعنی یہہ مرد یا تو بچہت شہوت و حضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اذہان و قلوب میں ہی (جیسا علمائے ظاہری کا زعم ہی) یا بالعیان باحضار ذات شریف باین طور کہ ایک مثال ذات آنحضرت پیش نظر اوس میت کے حاضر لانے ہوں اور اشارہ هذا الرجل اوسی مثال شریف کی طرف کرتے ہوں

چہارم — شہود برفع حجاب اور بطی الارض یعنی پردے اور حائلوں کے اٹھ جانے اور زمین کے سمت جانے سے باین طور کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضہ مقدس میں مذمکن اور رنق افروز رہیں اور پردے اور حجاب جو آپ کے اور اوس مکان کے درمیان جہان شہود منظور ہو حائل ہوں اُنہہ جائیں اور بعد مسافت بھی زمین کے سمت جانے سے باقی نہ رہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعین عذایت اوس موضع سعادت نصیب کو مشرف بملاحظہ فرماویں *

اب یہہ چاروں صورتیں ممکن الوقوع بلکہ متوقع الوقوع ہیں جیسا اسکے دلائل و شراہد سے جو ابھی مذکور ہوتے ہیں ظاہر ہووگا انشاء اللہ تعالیٰ مگر تحقیق اس امر کی کہ ان اقسام میں سے کس قسم کا شہود کس مقام میں ہوا کرتا ہی محمول بعلم الہی ہی اسمیں کسی کے دم مارنے کی جگہ نہیں ہی

دلیل و مثال قسم اول شہود یعنی شہود روح مع الجسد کی بھی معراج شریف ہی کہ ساری کذب احادیث و سیراسکی تفصیل سے مملو اور مشکوٰۃ ہیں اور یہہ

معراج شریف بجسد نظیف حالت بیداری میں واقع ہوا نہ خواب میں بروج
مجرد * مدارج النبوت میں حضرت مولانا شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے
فرمایا ہے کہ مذہب صحیح یہی ہے اور جمہور علمائے صحابہ اور تابعین و
تابع تابعین اور جو لوگ انکے بعد ہوئے گئے محدثین و مجتہدین و متکلمین و غیرہم
از ایمۃ دین سب کے سب اس پر متفق ہیں احادیث صحیحہ اور روایات صریحہ
اس پر ناطق ہیں اب یہاں اگرچہ تطویل کلام بذکر قصۃ معراج موجب اظذاب داستان
ہو سکتا ہے مگر بنظر ایضاح مقام بالکلیہ ترک کرنا بھی مناسب وقت نہیں اسلئے
کچھ بزبان محض ایجاز بیان ہوتا ہے یعنی - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حالت
بیداری میں بجسد شریف پہلے مکہ معظمہ سے بیت المقدس میں تشریف لے گئے
اور مسجد اقصیٰ کے اندر داخل ہوئے اور وہاں دو گانہ ادا فرمایا اور جماعت انبیاء از
آدم تا عیسیٰ علی نبینا وعلیہم السلام نے آنحضرت کی اقتدا فرمائی [اب اس
مقام پر سمجھا چاہئے کہ اداے ارکان نماز بدون روح مع الجسد کے متصور ہی نہیں
ہو سکتی ہے] پھر اسی طرح بجسد مبارک آسمان پر تشریف لے گئے اور بعض انبیاء
علیہم السلام سے جو آسمانوں پر بھی رونق افروز تھے ملاقات فرمائی اور وہاں بھی
نماز ادا کی اور امامت کی اور انبیاء کی جیسا بیت المقدس میں گذرا پھر جب لونت
آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج شریف سے اور صبح ہوئی خبر دیا اپنے لوگوں
کو پھر بعض ضعیف الایمان نے اوسکی تکذیب کی اور مرتد ہو گئے [اب اس تکذیب
اور ارتداد سے بھی ظاہر ہے کہ وہ معراج بجسد شریف تھا ورنہ معراج صرف بروج
مقدس کا جس طرح کہ خواب میں ہوتا ہے کوئی بھی منکر نہ ہوتا کیونکہ وہ تو کوئی
ایسا امر مستبعد نہیں بلکہ ہر فرد بشر کے لئے بھی متصور ہے جیسا اوپر مذکور ہو چکا]
اور بعض دوسروں نے احوال و اوصاف تفصیلاً بیت المقدس پوچھے پھر آپ نے من وعن
ذرہ ذرہ سب بیان کئے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بعض حالات

مجمع یاد نرسے تھے اسلئے میں متامل و متردد ہوا کہ فوراً بیت المقدس میں دیکھ لیا گیا پھر جو کچھ سوال کرتے گئے میں اسکا جواب دیتا گیا [اب علما نے اس مقام میں دو احتمال لکھا ہے ایک احتمال یہ ہے کہ بیت المقدس آپ کے سامنے آوٹھالائے جس طرح تخت بلقیس کو بیلک طرفۃ العین حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آوٹھالائے تھے یا صورت مثالیہ اوسکی آنحضرت صلعم کے سامنے حاضر اور متمثل کی گئی جس طرح بہشت و دوزخ آنحضرت کے سامنے متمثل کی گئی حالت نماز میں اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ آنحضرت صلعم اور بیت المقدس کے درمیان جتنے پردے اور حجاب حائل تھے وہ اوتھے گئے ہوں اور بطی الارض مسافت بھی باقی نہ رہی ہو اور دوسری ایک روایت میں مذکور ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبرئیل علیہ السلام نے بیت المقدس کو حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کے مکان کے پاس لارکھا اور میری نظر کے سامنے کر دیا پھر میں اسے دیکھتا تھا اور جو کچھ بو چھنتے تھے اسکا جواب دیتا تھا • اب جاسے فکر و تدبر رہی کہ جب بیت المقدس کا اوسکی جگہ سے اوتھا کر دوسری جگہ لے آنا ملحق اور واقع ہوا پھر اگر آنحضرت سرور کائنات و شہنشاہ دین کو کرسی عزت اور تخت عظمت پر بٹھا کر بلکہ مع روضہ مذکورہ اوتھا کر جس جگہ مشیت ایزدی مقتضی ہو لے آویں اس میں کونسا تعجب اور استبعاد ہے حقیقت یہ ہے کہ اس امر کی تصدیق میں ہرگز شک اور شبہ نہ ہوگا مگر اوس شخص کو جسکو اس روایت نقل بیت المقدس میں بھی شک و تعجب ہو اور اسکی تصدیق میں شبہ کرنے والے کا حال خود ظاہر ہے کچھ بیان کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ ویسے شخص سے ہمکو بحث کرنا بھی ضرور نہیں کہ وہ لیس متبعا میں داخل ہے اور یہ بھی روایت ہے کہ آنحضرت صلعم سفر معراج سے مراجعت فرماتے وقت اثناء راہ میں ایک قافلہ قریش پر سے گذرے اپنے اہل قافلہ پر سلام کیا اور لوگوں نے آپکی آواز لطیف کو پہچانا اور کہا کہ یہ آواز محمد کی ہے

ﷺ اللہ علیہ وسلم پھر آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبیل فجر کے اور خبر دی آپ نے قوم کو اس امر کی کہ تمہارے فلاں قافلہ سے اٹھانے راہ میں ملاقات ہوئی اور فرمایا آپ نے کہ نشانی اوسکی یہ ہے کہ گذرا میں تمہارے شتروں پر کہ فلاں جگہ سے آئے تھے اور گم کیا لوگوں نے ایک شتر کو پہرہ ہونڈ لایا اوسے فلاں لے اور فلاں روز وہاں پہنچ جائینگے پھر حساب رکھا لوگوں نے اوس دن کا اور ویسا ہی پایا یعنی قریب نصف النہار اوسے روز معہود کے وہ قافلہ پہنچ گیا اور قصہ آپ کے سلام کے سننے اور شتر کے گم ہونے اور اوس فلاں کا اوسے ڈھونڈھ لانے کا بعینہ اوسی طرح پر جیسا آپ نے بیان فرمایا تھا کہ سنائے اب اس روایت سے بھی بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ یہ سیر معراج آپ کا بروح مع الجسد تھا نہ فقط بروح مجرد کما هو الظاہر علی الذہن السلیم والطبع المستقیم وان خفی علی الفہم السقیم والعقل الوخیم

قسم دوم وقسم سوم کے شواہد و امثالہ اوپر گذر چکے اب صرف قسم چہارم کی مثال باقی ہے سورہ قصہ حرب موتہ ہی اور خلاصہ اوس قصہ کا جیسا تمام کتب سیر و مغازی میں مذکور ہے یہ ہے کہ جب مقام موتہ میں اہل اسلام بمقابلہ کفار اٹام لڑنے کے ہوئے اوسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد شریف مدینہ مطیبہ میں بجانب موتہ رخ پھیر کے بیٹھے اور قدرت الہی نے سارے حجب حائلہ کو آپ کی نظروں سے اڑھایا اور وہ مقام موتہ جو بفاصلہ بعید مدینہ شریف سے واقع تھا بطی الارض یعنی زمین کے سمت جانے سے آپ کے روبرو ہو گیا پھر آنحضرت صلعم اوس معرکہ کو اپنی آنکھوں سے معاینہ فرماتے اور اصحاب کرام سے ارشاد کرتے تھے کہ زید ابن حارث رضی اللہ عنہ نے علم اوتھایا اور شہید ہو گئے بعد اُس کے جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے علم اوتھایا اور شہید ہوئے پھر ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے علم لیا اور وہ بھی شہید ہوئے تا آخر قصہ ۔ اب اگر کوئی کہ فہم و ناقص العقل ان تقریر کو سن کر یہ کہہ کہ ہم نے مانا کہ یہ ساری قدرت و قوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت حیات میں حاصل تھی مگر بعد آپ کے انتقال

فرمانیکے اسکے باقی رہنے پر کیا دلیل ہی اوسکا جواب یہہ ہی کہ مدار اس قدرت و قوت کا اوپر ثبوت درجہ رسالت اور تحقق رتبہ قرب و کرامت کے ہی پھر جب یہہ مدارج عالیہ بعد انتقال کے بھی ثابت ہیں البتہ بے شک و شبہہ اور بے ریب و تردد وہ قدرت و قوت بھی باقی ہی اور تحقیق اس مقام کی یہہ ہی کہ اہل ایمان سے خوارق عادات کے ظاہر ہونے کا مدار اوپر ثبوت کسی ایک صفت کے انہیں تین صفتوں میں سے ہی یعنی رسالت و نبوت و ولایت اور ان امور میں حالات حیات سے حالت ممات میں کچھہ فرق نہیں ہوتا ہی یعنی مدائن اللہ کہ وہ مراتب عالیہ اور مدارج سامیہ جو حالات حیات میں حاصل تھے بعد ممات مسلوب ہو جائیں پھر جب ہر ایک صفت کے متصف کا یہہ حال ہو تو آپ کی نسبت کہ ان تینوں صفات عالیہ کے موصوف اور اکمل الانملین و افضل الافضالین اور اکرم الاکرمین و اعظم الاعظمین ہیں ان خدشات و شبہات کا کیا مقام ہی حقیقت تو یہہ ہی کہ جس شخص کو آپ کی حالت حیات کے خوارق و معجزات کی تصدیق میں تردد ہی اوسیکو بعد الموت ایسے معجزات کے صدور کی تصدیق میں بھی تاویل ہوگا و نعوذ باللہ من ذلک - اور بعض مخالفین یوں اعتراض کرتے ہیں کہ جب احادیث صحیحہ سے ثابت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر شریف میں بجزد نظیف زندہ رونق افروز ہیں اور تاقیام قیامت یوں ہی قیام فرما اور رونق افزا رہینگے تو اب حضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موضع ماورای قبر شریف میں یا بائیں طور ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجزد نظیف قبر شریف سے نکلکر اوس موضع خاص میں رونق افزا ہوں اور یہہ محض محال ہی کہونکہ اگر ایسی صورت ہوتی تو لامحالہ درود یار روضہ منورہ شق ہو جائے حالانکہ یہہ کبھی وقوع میں آیا اور کسی نے بھی اسکی روایت یا حکایت نہ کی یا اس طور پر ہوگا کہ آپ بروح مجرد اوس محل خاص کو مشرف بحضور فرمائیں اور اسمیں یہہ ایک بڑی قباحت آن پڑتی ہی کہ خرواہ نخراہ انکا ک روح مظهر کا جسد مذکور سے لازم آتا ہی اور

بھی معنی نزع روح کے ہیں تو گویا معاذ اللہ ہر بار کسی محل ماورائے قبر شریف کے رونق
 افزا ہونے میں کیفیت نزع روح کی طاری ہوا کرتی ہی اور نزع روح کی تکلیف سب
 پر ظاہر و آشکار ہی اور اس تقدیر میں حضور آنحضرت موضع ماورائے قبر شریف
 میں تجویز کرنی عین انکے حق میں تکرار نزع روح کی تجویز کرنی ہی اور اسکی رکات
 خود ظاہر ہی انتہی - پس اگرچہ بنظر شذاعت و ابتدال اس اعتراض مہمل کے یہہ
 بھی مثل اور ہدایات لا یعنی کے ہرگز التفات کے قابل نہتھا مگر چونکہ ایسے اعتراضات
 اندر عوام کم سواد کے دانومین جلد جگہہ کرتے ہیں اسلئے اسکی شذاعت و ابتدال کا
 واضح کر دینا بہت ضرور ہوا سو یاد کیا چاہئے کہ اوپر بیان ہو چکا ہی کہ آپکا قبر شریف
 کے ماسوا کسی اور موضع کو اپنے حضور پر نور سے مشرف فرمانے کی چار صورتیں ہیں
 پہلی صورت حضور روح مع الجسد مگر نہ بجسد مکدر عنصری بلکہ بجسم مطہر انوری
 کہ بسبب غایت لطافت و نورانیت ہر فرد بشر کی بصارت و بینائی اوسکے ادراک سے محض
 عاری و قاصر ہی اور اسی تقریر کے خاتمہ میں یہہ بھی مذکور ہوا ہی کہ آپکے جسم
 مبارک کی لطافت تو خود حالت حیات میں بھی ظاہر تھی کہ آپکا سایہ نہتھا اور جب
 اس نشأت دنیوی میں کہ محل ظلمت و کدورت ہی آپکے جسم عنصری کو جو عموماً
 اجزائے کثیفہ سے مرکب ہوا کرتا ہی استدر لطافت حاصل تھی پھر جب اپنے اس
 جسم ظلمانی مکدر کو چھوڑ کر بجسم نورانی مطہر اوس عالم نظیف میں انتقال فرمایا اوس
 وقت وہ جسم مطہر کتنا اصفی و الطف اور کسقدر اجلی و انطف ہوا ہوگا یہہ کہا جاسکتا
 ہی کہ وہ جسم نورانی اجسام ملائک عظام سے بھی بمذارج الطف اور انطف اور انور
 و ابھر ہوگا اور جب جسم ملائک بسبب اپنی خفت اور لطافت کے ہر جسم اور ہر
 شی کے اندر داخل ہوسکتا ہی تو آپکے جسم الطف و انطف کے دیوار وضہ مذورہ سے گذر
 جانے میں کونسی جگہہ ناممکن اور تردد کی ہی ایسے معترض کو تو عذاب قبر پر
 بھی شبہہ ہوسکتا ہی کیونکہ آخر عذاب کرنے کے لئے ملائک موکل عذاب کا قبر میں

آنا جانا ضرور ہی حالانکہ کسی نے آج تک کسی کافر و مشرک کی قبر کو بھی شق
 ہوتے نہیں دیکھا پھر اوسمیں فرشتے عذاب کے کیونکر آئے گئے اور کیونکر اوسپر عذاب
 ہوا اور اگر معترض کو آپکے جسم شریف کی لطافت و نظافت ہی پر اعتقاد نہو اور
 اوس جسم لطیف نورانی کو اپنے جسم کثیف ظامانی پر قیاس کرتا ہو تو اسکا جواب
 ہی نہیں اور وہ قابل خطاب ہی نہیں بلکہ وہ ہمارے مرحلے سے خارج ہی فذو
 باللہ منہ و من ذریعہ - اور یہ بھی اوپر گذر چکا ہی کہ شہوں روح مجرد آپکا مثل
 خواب کے ہوا کرتا ہی یعنی جیسا کہ آپ اکثر حالت حیات میں بھی بعالم رویا یعنی
 خواب کی حالت میں تمام عالم ملکوت میں تعرج و تفرج فرماتے اور کبھی
 بہشت اور کبھی اور کسی مقام کی سیر کرتے تھے اوسی طرح اب بھی بروح مجرد
 مثل حالت خواب اور رویا کے جس مقام کو چاہتے مشرف بحضور فرماتے ہیں مگر
 معترض لے اپنی غایت جہالت و نادانی اور ہفافت و غلط فہمی سے اس شہوں
 روح مجرد کو شہوں بنزع روح سمجھا اور کیسی کیسی بے ادبی اور گستاخونکا مصدر
 بنا نعوذ باللہ من الجہل والغویۃ - اور بعضوں کو اس مقام میں یہ بھی خدشہ
 ہوتا ہی کہ جب آن واحد میں مجالس متعدد ذکر میلاد برکت و سعادت بذیان
 اما کن مختلفہ میں منعقد ہووین اوسوقت حضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کا بذات واحد و بآن واحد اور ساری مجالسوں میں کیونکر ہوسکتا ہی اوسکا جواب
 اولاً - یہ ہی کہ ہم صرف یہی کہتے ہیں کہ حضور آنحضرت کا کسی ایک مجلس
 ذکر میلاد شریف میں جسکو لیاقت و قابلیت آپکے حضور اور مقبولیت کی حاصل
 ہو جائز ہی اور وہ بھی تمام اوقات مجلس کے کسی ایک وقت خاص میں نہ یہ
 کہ حضور آپکا ساری مجالس مولود میں ابتدا سے لے انتہا تک واجب ہی تو اب
 یہ بھی ہوسکتا ہی کہ آپ ایک ہی مجلس کو مشرق فرمائیں اور باقی مجالس
 محروم رہ جائیں اور یہ بھی ممکن ہی کہ ایک لحظہ ایک مجلس میں اور دوسرے

لمحہ دوسری مجلس میں رونق افروز ہوں اور ٹانیا - پہہ کہ ہم اوپر بیان کرچکے ہیں کہ حضور آپکا چار طریقے پر ممکن ہی ایک اونمیں سے شہود برفع حجاب اور بطی الارض ہی یعنی پردے اور حائلوں کے اوٹھ جانے اور زمین کے سمت جانے سے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضہ مقدس میں متمکن اور رونق افروز رہیں اور پردے و حجاب جو آپکے اور اوس مکان کے درمیان جہان شہود و حضور منظور ہو حائل ہوں اوٹھ جائیں اور بعد مسافت بھی زمین کے سمت جانے سے باقی نہ رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعین عنایت اوس مجلس سعادت نصیب کو مشرف بملاحظہ فرماویں پھر اس صورت میں تو ممکن ہی کہ آنحضرت صلی اللہ وسلم اپنے روضہ مذکورہ میں متمکن اور رونق بخش رہیں اور ایک ہی آن میں ساری مجالس متعددہ اور اماکن مختلفہ آپکے سعادت مشاہدہ اور کرامت ملاحظہ سے مشرف اور مسعود ہو جائیں ثالثاً - پہہ کہ اگرچہ وجود ذات واحد بآن واحد امکان متعددہ میں بعقل قاصر اور فہم ظاہر مستبعد اور محال ہی لیکن درحقیقت بذکر کرامات اولیا پہہ امر محال محض آسان اور ممکن الوقوع ہی بلکہ سیکڑوں شواہد اس کے جو اولیاء کرام سے وقوع میں آئے ہیں موجود ہیں جیسا کہ حضرت مولانا عبد الرحمن جامی قدس اللہ سرہ السامی نے اپنی کتاب نفحات الانس میں اوسکی تصریح فرمائی ہی اور جب آپکے غلامان درگاہ اور خادمان بارگاہ سے ایسے سیکڑوں کرامات اور خوارق عادات صادر ہوئے ہوں جیسا کتاب نفحات الانس اور تذکرۃ الاولیا اور سفینۃ الاولیا اور شواہد النبوة اور مدارج النبوة وغیرہ سے بخوبی ثابت ہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تینوں مدارج علیہ رسالت و نبوت و ولایت کے جامع بلکہ ہر ہر درجہ میں افضل و اکمل ہیں اس کے صادر ہونے میں کونسے قائل و تعجب کی جگہ ہی اب ہم یہاں ایسی دو روایتیں ایراد کرتے ہیں جو صراحتاً اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد انتقال فرمانے اس عالم حسی سے جس جگہ چاہیں

بحکم آہی بذات شریف مع جسد نظیف رونق افروز ہو سکتے ہیں اوسی طرح جیسے حالت حیات میں ہر جگہ تشریف فرما ہوتے تھے پہلی روایت کو حضرت شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مائتہ بالسنة میں جامع الاصول سے بسند ترمذی نقل فرمایا ہی عن سلمیٰ امرأة من الانصار قالت دخلت علی ام سلمة رضي الله عنها و هي تبكي فقلت ما يبكيك قالت رايت الآن رسول الله صلى الله عليه وسلم فی المنام علی رأسه و لحيته التراب و هو يبكي فقلت مالک یا رسول الله قال شهدت قتل الحسين آنفا * روایت ہی سلمیٰ سے جو ایک عورت انصار میں سے تھی کہا اوسنے کہ حاضر ہوئی میں جناب میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضي الله عنها کے جس حال میں کہ حضرت ام المؤمنین روزہ میں تھیں پھر کہا میں نے کونسی چیز دلائی ہی آپکو فرمایا حضرت ام المؤمنین نے دیکھا میں نے اسی وقت رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو خواب میں کہ آپکے سہمبارک اور ریش مقدس برگرد و غبار برے ہیں اور آپ روتے ہیں پھر کہا میں نے کیا حال ہی آپکا یا رسول اللہ فرمایا حاضر ہوا میں ابھی مقتل حسین پر رضي الله عنه اور دوسری روایت کو حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں بیہقی کے دلائل الذبوع سے نقل کی ہی عن ابن عباس رضي الله عنه قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم نصف النهار اشعث اغبر و بیده قارورة فيها دم فقلت بابي انت و امي یا رسول الله ما هذا قال دم الحسين و اصحابه لم ازل النقطه منذ اليوم فاحصى ذلك اليوم فوجد و قتله يومئذ * روایت ہی ابن عباس رضي الله عنه سے فرمایا انہوں نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (یعنی خواب میں) دو پہر کے وقت زلیدہ مو اور غبار آلود اور آپکے دست مبارک میں ایک شیشہ خون سے بھرا ہوا پھر کہا میں نے (فدا ہوں آپ پر میرے باپ اور ما) اے رسول خدا یہ کیا ہی فرمایا آپ نے یہہ خون مئی حسین کا اور انکے اصحاب کا رضي الله عنهم اجمعین برابر جمع کرتا رہا میں

اوسکو آجکے دن پہر حساب کیا گیا وہ دن تو پایا لوگوں نے کہ اوسی دن قتل کئے گئے تھے حضرت حسین رضی اللہ عنہ پس اب ان دونوں روایتوں سے جنکا حاصل ایک ہی ہے چند فائدے نکلے اول یہ کہ حادثات دنیا اور حالات اہل دنیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مذکشف ہوا کرتے ہیں جس طرح خداوند تعالیٰ کو منظور ہو خواہ آپکے اوسمیں تشریف لانے سے یا باعلام الہی پھر اعلام الہی بلا واسطہ ہو یا بواسطہ خواہ بذریعۃ الہام یا برفع حجاب یعدی پر دیکھے اُنہم جالے سے جیسا حالت حیات میں ہوا کرتا تھا دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسقدر قدرت بخشی ہے کہ آپ بذات شریف ساتھ جسد منیف کے جسوقت جس جگہ چاہیں اور قصد فرماویں تشریف لیجائیں اور رونق افروز ہوویں کیونکہ غبار آلود ہونا چہرہ شریف کا گرد پڑنا سروریش مبارک پر رونا اور آنسو بہانا صاف دلائل ہیں واضح ہیں اس امر پر کہ حضور آپکا مقتل پر اپنے قرۃ العین حضرت حسین رضی اللہ عنہ فی الکونین کے ساتھ جسد شریف کے تھا تیسرا یہ ہے کہ جائز ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دوستوں اور محبوں کی موت کے وقت وہاں تشریف قدم آرزانی فرماویں جیسا حالت حیات میں تشریف فرما ہوا کرتے شرح الصدور اور دوسری کذب معتمدہ میں لکھا ہے کہ ارواح مومنین انکے اقربا کے مرتے وقت حاضر ہوتے ہیں چوتھا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد مطلع ہونے اوپر کسی حادثہ جانکاہ کے جو آپکے دوستوں اور محبوں کو پہنچے غمگین اور ملول ہوتے ہیں جیسا حالت حیات میں ہوا کرتے افسوس ہی اوپر قاتلان جگر گوشہ حضرت خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین شفیع و مشفع یوم الدین کے اور افسوس ہی معین و مددگاروں پر اور قاتلوں کے اور انکے حکم دینے والوں پر کہ کیونکر بعد اس جسارت پر شقاوت کے پھر آپہی کی شفاعت کے امیدوار ہیں و نعم ما قیل فی هذا المعنی * شعر *

اَکْرُ جَوَامِعَ قَتَلَتْ حُسَيْنًا * شَفَاعَةُ جَدِّهِ یَوْمَ الْحِسَابِ *

ہیبت

• از خصم توان رست بتائید شفیع • آنجا کہ شود خصم شفیعۂ چہ شود •

پانچواں یہ کہ جائز ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کسی ایسی مصیبت کی خبر جو آپ کے کسی حبیب و قریب کو پہنچے اس کے کسی دوسرے مخلص کو بطور تعزیت کے ارشاد فرماویں جیسا کہ یہ خبر مصیبت اثر شہادت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو کہ یہ دونوں حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کمال الفت و محبت رکھتے اور ہمیشہ ان کی شہادت سے ترسان اور ہوسان رہتے تھے پہنچایا • چہ تھا یہ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوپر قضائے مہم کے واقف ہوتے ہیں تسلیم اور رضا اختیار کرتے اور اس کے وقوع کے وقت صبر و شکیبائی فرماتے ہیں جیسا کہ حالت حیات میں فرمایا کرتے •

پس اب ان روایات اور ان وجوہات سے واضح اور لائح ہوا کہ حیات و ممات حق میں اوس قبلہ حاجات اور مرجع مرادات کے جمیع صفات و کمالات اور صدور معجزات اور وقوع خوارق عادات اور نرحمات و تلافیات میں مساوی الدرجات ہی اب ایک اور دوسری روایت جو اوپر کی روایتوں اور تقریروں کو بڑی تائید بخشتی ہی بیان کی جاتی ہی کتاب بھقۃ الاسرار میں ایسی سندوں سے کہ اونہیں دوسے زائد وسائل نہیں ہیں یہ روایت لکھی ہی کہ ایک دن حضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس اللہ اسرارہ کرسی عظمت و جلالت پر بیٹھے وعظ فرما رہے تھے اور قریب دس ہزار آدمیوں کے مجلس و عظیم حاضر تھے اور شیخ علی ابن ہینقی پائے کرسی بیٹھے تھے کہ یکایک شیخ علی موصوف کو ایک نیند ہی طاری ہوئی پس حضرت غوث الاعظم نے بخطاب قوم فرمایا اسکرتوا یعنی چپ ہو جاؤ فوراً سب کے سب چپ ہو گئے بہر اوثر آئے حضرت ممدوح کرسی وعظ سے اور شیخ علی

موصوف کے سامنے با ادب کھڑے ہو کر اونکی طرف دیکھنے لگے پھر جب بیدار ہوئے شیخ علی موصوف فرمایا اونکو حضرت غوث الاعظم نے دیکھا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں کہا شیخ موصوف نے ہاں دیکھا فرمایا حضرت غوث نے اسی لئے ادب کیا ہم نے اور اکہڑے ہوئے تمہارے سامنے پھر پوچھا حضرت غوث نے کس چیز کی وصیت فرمائی تم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا آپ کی مجلس کی ملازمت کرنے کی - شیخ علی کہتے ہیں کہ جو کچھ میں خواب میں دیکھا حضرت غوث نے وہ سب بیداری میں مشاہدہ فرمایا انتہی من الشرح الدہلوی اب یہہ قصہ حضرت غوث الاعظم اور شیخ علی ہینتی کا صف دلالت کرتا ہی اس بات پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخ علی موصوف کو اس کے خواب میں بذات شریف و بجمہ طیف اپنا دیدار سعادت آثار بخشا اور اپنی ملازمت با برکت و سعادت سے مشرف اور ممتاز فرمایا کیونکہ اگر یہہ بات نہ ہوتی تو حضرت غوث کا اتنا ادب اور اتنا اکرام اور وہ سکوت و قیام کیوں اور کس لئے تھا فتدبروا و تفکروا اور اسی طرح بعض دوسرے عرفائے محافل قدسی مشاکل ذکر میلاد برکت و سعادت بذاک میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پچشم ظاہری مشاہدہ کیا ہی جیسا کہ مولوی محمد سعید ولد قاضی القضاۃ مدراس مولوی محمد صبغة اللہ الشافعی سلمہما اللہ تعالیٰ نے اپنے اوس رسالے میں جسکو انہوں نے باثبات عمل مولد شریف اور رد اقوال منکران میلاد عموما اور ابطال اسناد مولوی الہدایہ خصوصاً تحریرات اخبار نامہ دور بین پر ابتداء کر کے تالیف کیا ہی اور وہ رسالہ سنہ ۱۲۷۶ ع میں شہر مدراس کے مطبع رحمانی صبح صادق میں چھپ گیا ہی اور شہر کلکتہ میں بھی اکثر نسخے اس کے پہنچ گئے ہیں یہہ لکھا ہی کہ سعید جلیل یوسف بن محمد المطاح الابدل نے جو مکہ معظمہ کے فحول علمائے متاخرین میں سے ہیں یہہ ارقام فرمائی ہی لامانع من حضور روحہ الشریف او مثال

ذاتہ فقد صحیح ائمہ من العلماء و جود المثل و قد ذکر العلامة السيوطي في كتابه، شرح الصدور ان ذلك صحيح الى قوله و اما مشاهدة حضوره صلى الله عليه وسلم فقد اخبرني الثقة من اهل الصلاح انهم شاهدوه صلى الله عليه وسلم مرارا عند قراءة المولى الشريف و عند ختم القرآن و بعض الاحاديث و قد اشتهر حضور روحه صلى الله عليه وسلم عند انشاد القصيدة المشهورة بقصيدة السيد ابى جعفر و هي مشهورة الفضل و البركة انتهى خلاصه مطالب اس عبارت کا یہہ ہی کہ آپکی روح شریف یا مثال ذات مذیف کے موضع ماسوائے قبر شریف میں رونق افروز ہونے کی کوئی شی مانع نہیں یعنی حضور آپکا جہان آپکو منظور ہو ممکن الوقوع ہی اور صحیح راءا ہی اسکو (یعنی اعتقاد امکان حضور کو) ائمہ علمائے اور علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب شرح الصدور میں ذکر فرمایا ہی کہ یہہ صحیح ہی یہاں تک کہ یہہ لکھا ہی کہ در باب مشاہدہ حضور آنحضرت صلى الله عليه وسلم خبر دی ہے کہ بہت سے ثقات اہل صلاح نے کہ بارہا مشاہدہ کیا ہی اولوگوں نے آنحضرت صلى الله عليه وسلم کو مولد شریف کے پڑھنے وقت اور قرآن شریف کے ختم کرتے وقت اور بعض احادیث کے پڑھتے پڑھاتے وقت اور سید ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ کے قصیدہ مشہورۃ الفضل والبرکۃ کے پڑھنے وقت تو آپکی روح شریف کا تشریف لانا بہت ہی مشہور ہی اب اعتقاد کرنا کسی مسلمان کا باین طور کہ آنحضرت صلى الله عليه وسلم بذات شریف خواہ بجد لطیف یا بجمود روح نظیف یا بمثال مذیف کسی ایک مجلس میں مجالس میلاد شریف کے ساعات قرات مولد شریف کے کسی ایک جزو میں بشرط قابلیت و مقبولیت اوس مجلس کے رونق افزا ہوتے اور اہل مجلس کو سرفراز فرماتے ہیں بیشک و شبہہ درست ہی اور اسطرح اذعان اسبات کا کہ امید ہی کہ حق سبحانہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے پردے اور حائلوں کو اڑتھا دیوے اور زمین بھی بحکم الہی سمت جارے اور آنحضرت صلى الله عليه وسلم کو کسی ایک مجلس مواد

شریف کی طرف متوجہ کر دے پھر آنحضرت بعین عذایت اور بذظر رافت و شفقت اوس محفل کو ملاحظہ فرماویں اور حاضرین مجلس کو باین سعادت عظمیٰ اور شرافت کبریٰ مسعود و مشرف فرماویں لاریب حق اور ثابت ہی پس جب رونق افزائی آنحضرت باحتمال غالب ثابت ہوئی تو اب علمائے کرام وقفہائے عظام نے ایک جزء خاص کو ساعات قرأت مولد شریف کے واسطے قیام بغرض اعظام و اکرام کے مقرر فرمایا اور چونکہ بیشتر تشریف بخشی حضرت بوقت ذکر ولادت سراسر برکت و سعادت کے وقوع میں آئی ہی اسلئے بروایت الحکم بالغالب کے علی العموم اوسی وقت خاص کو واسطے قیام کے تجویز فرمایا چنانچہ یہی تجویز حرمین شریفین اور جمیع بلاد اسلام میں معمول بہ اور جاری ہی اب کسی مخالف و معاند کا محض ازراہ عناد جبلی کے اس خلاف پر اصرار و استبداد کرنا سوائے گستاخی و بے ادبی بحضرت رسالت مآب کے اور کیا ہو سکتا ہی اما نالہ وسائل المسلمین من امثال هذه الجسارة والاقدام باساعة الادب الی حضرت سید الانام صاحب الکونثر والمقام ووفقنا بافداء نفوسنا واهداء ارواحنا بتعظیمہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم البعث والقیام اب باقی رہا اعتقاد بعض عوام کالانعام کا باین کیفیت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر مجلس مولود شریف میں تشریف لاتے ہیں سو یہہ اعتقاد البتہ بلا دلیل اور ہرگز قابل اعتماد اور لائق اعتبار نہیں ہی بلکہ اوس عقیدے کو خطا اور غلط سمجھا چاہئے اور اسکے قائلین کو گستاخ و بے ادب کہا چاہئے کیونکہ بعض مجلسیں تو ہمارے جانے کی بھی قابلیت نہیں رکھتیں پھر کیونکہ حضرت رسالت مآب کی تشریف فرمائی کی لائق ہونگی مگر اونکے زعم باطل کو بھی مثل مخالفین کے شرک نہ سمجھا چاہئے کیونکہ شرک کے معنی شرعاً یہہ ہیں کہ کسی دوسرے کو ذات واجب تعالیٰ کا شریک کر دے انسا جیسا گبر و آتش پرستوں کا عقیدہ ہی کہ وہ در شخص واجب الوجود کو بالتشارك خالق اشیا سمجھتے ہیں اور

ایک کو یزدان یعنی خالق خیر اور دوسرے کو اہرمن یعنی خالق شر کہتے ہیں یا کسی دوسرے کو صفاتِ مختصہ باری تعالیٰ میں شریک سمجھنا جیسا ہندوؤں کا اعتقاد ہے کہ وہ اپنے دیوتاؤں میں سے کسی کو خالق اور کسی کو رازق اور کسی کو پانی برسانے والا اور کسی کو لڑکا دینے والا اور کسی کو مارنے والا اور کسی کو جلانے والا اسی طرح ایک کو ایک ایک صفتِ مختصہ باری تعالیٰ میں شریک سمجھتے ہیں۔ سو اس زعمِ مذکور میں ان دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت پائی نہیں جاتی اور اسی طرح اعتقاد کرنا اس امر کا کہ روح پر فتوح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر مکان میں زمین و آسمان اور مابین ان دونوں کے ہر زمانے و ہر آن میں ہمیشہ موجود اور حاضر ہے یہ اعتقاد بھی باطل اور ناجائز ہے۔ ہم نے تو کبھی ایسا اعتقاد کسی مسلمان سے سنا ہی نہیں۔ ولو فرضنا اگر کوئی جاہل ایسا اعتقاد باطل رکھتا بھی ہو تو اعمالے دیندار پر واجب ہے کہ ہر طرح وعظ و نصیحت سے اس عقیدہ فاسدہ کو اس کے دل سے دور کریں نہ یہ کہ عملِ مولد شریف کو بدیہ اور مکروہ کہنے لگیں کیونکہ اس اعتقاد بے بنیاد کو عملِ مولد شریف کے ساتھ کونسا تعلق اور کیا مناسبت ہے اسکی صورت تو بعینہا ویسی ہی ہے کہ ایک جاہل بہ نسبت کعبہ معظمہ کے باعتبار لفظ بیت اللہ کے یہ زعم کرے کہ کعبہ خدا کے رخص کا گھر ہے اور خدا اس کے اندر موجود ہے تو اب ہم پوچھتے ہیں کہ آیا اس جاہل کو اس اعتقاد سے باز رکھا جائے یا دعوت باللہ کعبہ کو دھا دینے کی فکر کرنی چاہئے اللہم وفقنا بجاہ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام باجراء هذا العمل الخیر علی المولود الشریف عاماً بعد عام و ایدنا بابطال الاقاویل اللایغیة الی اشاعہا بعض من الفرق الخاطیة و اهد اللہم تلک الفرق الی المنہج القویم و الصراط المستقیم و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین و الصلوٰۃ والسلام علی خاتم المرسلین و علی آلہ و اصحابہ اجمعین الی یوم الدین *

Patron.

THE HON'BLE CECIL BEADON,
Lieutenant-Governor of Bengal.

President

Of the Society and of the Committee of Management.
MAULVIE MAHOMED WUJEEH.

Vice-Presidents.

KAZEE ABDOOL BARREE,
AND
MOULVIE HAFIZ AJEEB AHMUD.

Members of the Committee of Management.

MOONSHEE AMEER ALLY KHAN BAHADOOR.
MOULVIE SYUD AZUMOODDEEN HUSSUN KHAN BAHADOOR
MOULVIE ABBASS ALLY KHAN.
MOONSHEE HUBEEBOOL HUSSUN.
MOONSHEE SUFDUR ALLY KHAN.
NAKHODA HUSSUN IBRAHEEM BIN JOUHUR.
MOULVIE MAHOMED ABDOOR ROWOOF
MOULVIE DULLEELOODDEEN AHMUD KHAN BAHADOOR.
MOULVIE ABDOOL HUKHEEM,
MOULVIE ABDOOL HUCK.

*Secretary of the Society and Member and Secretary of the Committee
of Management.*

MOULVIE ABDOOL LUTEEF KHAN BAHADOOR.

No. 1.

A DISCOURSE

IN OORDOO

ON

THE CELEBRATION OF THE CEREMONY OF
MOULUD-I-SHUREEF

OR THE

PUBLIC RECITAL OF THE LIFE OF THE PROPHET

(Being an Abridgment of a Pamphlet by Moulvie Mahomed Wujeeh.)

DELIVERED

BY

Moulvie Abdool Dukcem,

AT THE SECOND AND THIRD MONTHLY MEETINGS OF THE
MAHOMEDAN LITERARY SOCIETY

HELD AT THE RESIDENCE OF

MOULVIE ABDPOOL LUTEEF KHAN BAILADOOR,

On the 13th May and 15th June, 1863.

Published by the Mahomedan Literary Society.

CALCUTTA:

PRINTED AT THE BAPTIST MISSION PRESS.

1865.

THE CALCUTTA MAHOMEDAN LITERARY SOCIETY—First Year.

No. 1.

A DISCOURSE

IN OORDOO

ON

THE CELEBRATION OF THE CEREMONY OF

MOULUD-I-SHUREEF

OR THE

PUBLIC RECITAL OF THE LIFE OF THE PROPHET

(Being an Abridgment of a Pamphlet by Moulvie Mahomed Wujeeh.)

DELIVERED

BY

Moulvie Abdool Huqueem,

AT THE SECOND AND THIRD MONTHLY MEETINGS OF THE

MAHOMEDAN LITERARY SOCIETY

HELD AT THE RESIDENCE OF

MOULVIE ABDOL LUTEEF KHAN BAHADOOR,

On the 13th May and 15th June, 1863.

Published by the Mahomedan Literary Society.

CALCUTTA:

PRINTED AT THE BAPTIST MISSION PRESS.

1865.

